آپس کے اختلافات ختم کریں
’’سچے ہو کر جھوٹے کی تذلل اختیار کرو‘‘ صلح کے لئے
عظیم نسخہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عطا فرمایا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/ جون ۱۹۹۱ء بمقام ٹرینیڈاڈ)

تشہد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

آج مجھے ایک مشکل درپیش ہے کیونکہ آپ میں سے بہت سے احباب اردو نہیں جانتے۔ مشکل یہ ہے کہ جب سے میں نے پاکستان چھوڑا ہے تقریباً سات سال اور کچھ ماہ قبل میں تمام خطبات ہمیشہ اردو میں دیتا رہا ہوں کیونکہ جو احمدی پاکستان میں ہیں ان سے میرا رابطہ اسی توسط سے قائم ہے اور وہ براہ راست میرے خطبات جمعہ سننے کے عادی ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی احمدی ہیں خصوصاً ہندوستان میں کشمیر میں جو صرف اردو ہی بول اور سمجھ سکتے ہیں اور بھی بہت سے احمدی جو کہ یورپ میں تعداد میں تقریباً تیس سے چالیس ہزار تک ہیں وہ اردو ہی سمجھتے ہیں اور انگلش نہیں سمجھتے۔ اسی وجہ سے میرے خطبات ہمیشہ اردو میں ہی ہوتے ہیں لیکن خوش قسمتی سے انگلستان اور امریکہ اور کینیڈا والوں کیلئے ان خطبات کے براہ راست انگلش ترجمہ کے انتظامات بھی موجود ہیں لیکن یہاں ایسی سہولت میسر نہیں اس وجہ سے بامر مجبوری مجھے یہ خطبہ انگلش

میں دینا ہوگا۔

اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ جو خطبات کا ایک سلسلہ ،نماز اوران قرآنی دعاؤں کے موضوع پر جاری ہے جو ہمیشہ کیلئے انسان کی بھلائی کیلئے قرآن میں محفوظ کردی گئی ہیں اس سلسلہ کوروک کر آج کا خطبہ انگلش میں دیا جائے۔ دراصل میں نے گزشتہ کافی عرصہ سے خطبات کا ایک سلسلہ قرآنی دعاؤں کے موضوع پر شروع کر رکھا تھا۔ان دعاؤں کی افادیت ،ان کا پس منظر اور ہم کیسے آج کے دور میں ان دعاؤں سے بہترین فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

لیکن آج مجھے اس موضوع کو وہیں چھوڑنا ہوگا دوبارہ جب میں اردو زبان میں خطبات دوں گا تو پھر اس سلسلے کو دوبارہ جاری کریں گے تا کہ پھر وہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہے۔

جمعہ کی نماز دین اسلام کا ایک خاص امتیاز ہے۔ یہ روزانہ کی پانچ نمازوں کی نسبت ایک بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ پنجوقتہ نماز میں تو ایک محدود علاقہ کے لوگ اپنے علاقہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں لیکن جمعہ کی نماز کیلئے ہفتہ میں ایک بار تمام شہر یا قصبہ کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور اگر شہر بہت بڑا ہوتو ایک سے زیادہ جگہ پر اجتماع ہوتا ہے اور اس مقصد کیلئے بڑی مساجد بنائی جاتی ہیں اور ایسی مساجد کو جامع مسجد کہتے ہیں۔

اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام تمام بنی نوع انسان کو آپس میں متحد کرنا چاہتا ہے اور یکجہتی اور اتحاد ہی اسلام کی اصل شناخت ہے۔اسی وجہ سے اجتماعات کا حجم مواقع کے لحاظ سے بڑھتا جاتا ہے یعنی ہر ہفتہ میں جمعہ کی نماز اور سال میں پھر عیدین پر اور عید کے موقع پر صرف ایک شہر اور قصبہ کے رہنے والے ہی نہیں جو ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں بلکہ تمام علاقے کے مسلمان ایک ہی جگہ پر اکٹھے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور یہ تمام لوگ جامع مسجد میں بھی اکثر اوقات سمانہیں سکتے اور عموماً عید کے اجتماع کھلی اور کشادہ جگہ پر ہوتے ہیں۔ یہ تمام اجتماعات اس بات کا اظہار ہے اور مسلمانوں کیلئے اس میں یہ پیغام ہے کہ انہوں نے ہمیشہ متحد رہنا ہے اور پھر زندگی میں کم از کم ایک بار حج کیلئے مکہ مکرمہ میں اکٹھے ہونا کل عالم اسلام کے ایک ہونے کا اظہار ہے۔

وحدانیت اور یکجہتی صرف چھوٹے پیمانے پر ہی نہیں اور صرف محدود علاقوں میں ہی نہیں بلکہ

بہت بڑے پیمانے پر جہاں تمام بنی نوع انسان کی نمائندگی ہوتی ہے اور تمام لوگ ایک جگہ پر اکٹھے ہوتے ہیں یعنی مکرمہ مکرمہ میں تا دنیا جان لے کہ ہم ایک ہیں ۔تمام بنی نوع انسان ایک ہی ہیں نہ رنگ ونسل میں تفریق ہے اور نہ ہی جغرافیائی اعتبار سے، تمام انسان اللہ ہی کے بندے ہیں خواہ وہ کہیں بھی پیدا ہوئے ہوں ۔جس رنگ کے ہوں، جو بھی زبان بولتے ہوں تو تمثیلی رنگ میں ایک پیغام ہے جو بار بار آپ کو یاد دہانی کرواتا ہے کہ تم سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہو اور توحید کا یہی مطلب ہے۔اس موضوع پر میں دنیا جہان میں مختلف اجتماعات اور جلسوں میں خطاب کرتا رہا ہوں اور اس کی ضرورت پر زور دیتا رہا ہوں اور نہ صرف احمدیوں کو بلکہ غیر مسلموں کو بھی۔جب بھی مجھے ان سے مخاطب ہونے کا موقعہ ملا۔لوگ عموماً اپنی سادگی اور لاعلمی میں یہ خیال کرتے ہیں کہ توحید وحدانیت صرف ایک عقیدہ ہے اور اس کا تعلق صرف ہماری سوچ سے ہے اور عملی زندگی میں اپنانا ضروری نہیں۔ایسا ہرگز نہیں۔اگر یہ صرف عقیدہ یا مسلک کے معنوں میں ہوتا تو **لا الٰہ الا اللہ** پانچ ارکان اسلام میں شامل نہ ہوتا۔

لوگ یہ جانتے ہوئے بھی سمجھتے نہیں۔حیرت کی بات ہے کہ تمام مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ کلمہ طیبہ یقینی طور پر پانچ ارکان اسلام کا حصہ ہے نہ کہ پانچ ارکان ایمان کا۔پانچ ارکان ایمان تو ہیں اللہ پر ایمان ،فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان اور یوم آخرت پر ایمان لیکن پانچ ارکان اسلام میں سب سے پہلے کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے۔اس کا واضح مطلب ہے کہ یہ صرف ایک پیغام ہی نہیں، نہ ہی یہ صرف ایک نظریہ ہے بلکہ یہ تو ایک فرض ہے اور یہ فرض کیا ہے؟ یہی میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

روزانہ پانچ مرتبہ چھوٹے پیمانے پر اس فرض کی یاد دہانی ہر مسلمان کو کرائی جاتی ہے اور ہر جمعہ کو نسبتاً بڑے پیمانے پر اس کی پھر یاد دہانی کروائی جاتی ہے۔پھر اور بھی بڑے پیمانے پر عیدین کے موقعہ پر اور پھر زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر تمام مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

یہ اجتماعات انسانوں کی وحدانیت اور باہمی اشتراک کا اتنا کامل اور واضح نمونہ پیش کرتے ہیں تا کہ کسی بھی ذہن میں یہ شک نہ رہ جائے کہ اسلام صرف اللہ ہی کو ایک ماننے کا نام نہیں بلکہ تمام

انسانوں کو بھی ایک ماننا شرط ہے۔ خدا ایک ہی ہے اور تمام انسانوں کا اس پر متفق ہونا ضروری ہے اور یہی اسلام کا مقصد ہے۔ اب دیکھ لیں کہ صرف ایک نظریہ ہی نہیں جیسا کہ میں نے واضح کیا ہے اس کے ساتھ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن کو سمجھنا ضروری ہے۔ اگر تمام انسانوں کا متحد ہونا اسلام کا ایک بنیادی پیغام ہے تو پھر ہر وہ چیز جو اس اتحاد کو توڑتی ہے وہ یقیناً غیر اسلامی ہوگی۔

اگر آپ اس نقطے پر مزید غور کریں اور گہرائی میں جا کر سوچیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک بھی تلخ کلمہ یا لفظ اگر کسی دوست کو کہا جائے۔ یا اپنے بھائی یا بہن یا ہمسائے یا کسی کے بارے میں بھی بولا جائے جس کی وجہ سے آپ میں اور اس میں اختلاف ہو جائے اور ماحول میں تلخی پیدا ہو جائے اور پھر اس وجہ سے اختلافات شروع ہو جائیں اور لوگ ایک دوسرے سے دور ہوتے جائیں تو یہ سب توحید کے خلاف ہے ہر تلخ بات پر تلخ عمل۔ کوئی بھی ناانصافی یہ سب تفرقہ ڈالنے والی چیزیں ہیں اور توحید سے بعید تر۔

آپ ایک خدا یا ایک کلمہ کو ماننے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو اگر آپ کا عمل ہی اس کے برعکس ہو۔ یہ ایک نہایت ہی گہرا اور حکیمانہ پیغام ہے جو کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ کو فرمایا۔ **من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ** آپ نے اس کے ساتھ محمد رسول اللہ نہیں فرمایا۔ یعنی جو بھی **لا الہ الا اللہ** کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ اس پیغام کی گہرائی اور حکمت کو نہ سمجھ سکے اور مدینہ کی گلیوں میں بآواز بلند یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ لوگو سنو تمہارے کیلئے ایک بڑی عظیم الشان خوشخبری ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کیلئے تمہیں صرف **لا الہ الا اللہ** کہنا کافی ہے۔ اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے آرہے تھے جہاں حضرت ابو ہریرہؓ یہ اعلان کر رہے تھے۔ آپ نے ان کو پکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے واپس آنحضرت ﷺ کے پاس لے گئے اور شکایت کی کہ ابو ہریرہؓ یہ اعلان کر رہے تھے۔ اب لوگوں کا کیا ہوگا اور جس نے بھی یہ اعلان سنا ہے وہ کیا کرے گا۔

حضور ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا کہ ابو ہریرہ کو چھوڑ دو میں نے ہی اس کو یہ بتایا تھا لیکن تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ میں جانتا ہوں کہ لوگ اس بات کی حکمت نہ سمجھ پائیں گے اور اس بات کو یہیں روک دینا چاہئے۔

وہ کیا پیغام تھا یہی میں آپ کو آج بتانا چاہتا ہوں۔ یہ پیغام اتنا گہرا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اس کو نہ سمجھ سکے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ ہی اپنے متعدد خطبات میں اور روایات میں اس کی تشریح فرمائی ہے اور اس تمام پیغام کا مرکزی نقطہ یہی ہے کہ **لا الہ الا اللہ** صرف ایک عقیدہ نہیں ہے بلکہ تمام زندگی کا طرز عمل ہے کوئی بھی جو اس کے خلاف کرے گا یا اس کا عمل رشتوں اور تعلقات میں تفریق کرنے والا ہوگا جو رحمی رشتوں کو نقصان پہنچائے گا یا ہمسایوں کو تکلیف دے گا یا تمام انسانوں میں سے کسی کیلئے بھی تکلیف کا موجب بنے گا یا اس کا کوئی بھی عمل باہمی اتحاد کو نقصان پہنچائے گا تو ایسا شخص ہرگز **لا الہ الا اللہ** کو ماننے والا نہیں ہوسکتا۔

یہ ہے وہ پیغام۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن اور رحیم کی تشریح اس طرح فرمائی۔ رحم کے مادہ حروف ہیں۔ ر ح۔ م اس کا مطلب رحم بھی ہے اور رحیم بھی۔ اور رحم تو اللہ تعالیٰ کے رحم کو کہتے ہیں جو کہ صفت رحمانیت اور رحیمیت کا ماخذ ہے اور رِحم عورت کی بچہ دانی کو کہتے ہیں اس کا مادہ بھی یہی تین حروف ہے۔ ر۔ ح۔ م لیکن رحم کا مطلب بالکل اور ہے یعنی عورت کی بچہ دانی یعنی ماں کا پیٹ جہاں بچہ نشو ونما پاتا ہے۔

یعنی عورت کا وہ عضو جہاں بچہ نشو ونما پاتا ہے اس کو بھی رِحم کہتے ہیں اور اس کا ماخذ بھی یہی تین حروف مادہ ہیں یعنی ر۔ ح۔ م۔ تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لفظ رحمٰن اور رحم کا ماخذ ایک ہی ہے اور ایک عظیم الشان پیغام ہمیں دیا کہ جو کوئی بھی ماں سے تعلق رکھنے والے تعلقات کو توڑے گا تو وہ رحمٰن سے یعنی اپنے خدا سے تعلق توڑے گا۔ بنیادی طور پر اگر آپ درخت کو اس کی جڑ سے کاٹ دیں تو آپ نے تمام درخت کاٹ دیا اگر رحم کے تعلق کو توڑا تو رحمٰن سے تعلق از خود ہی ٹوٹ جائے گا۔

اب دیکھیں یہ توحید ہی کا پیغام ہے اور واضح کرتا ہے کہ توحید کا آغاز گھر ہی سے ہوتا ہے۔ خاندانوں میں یہ بات نہایت اہم ہے کہ ایسا رویہ اپنائیں جس سے خاندانی تعلقات مضبوط ہوں اور گھر ایک صحت مند اور مکمل خاندان کی شکل اختیار کریں جس سے بنی نوع انسان میں امن وسلامتی قائم ہوگی۔

جب تک گھروں کو مضبوط نہ کیا جائے اور خاندانی اقدار کی حفاظت نہ کی جائے یہ ناممکن ہے کہ ٹوٹے ہوئے گھروں کے لوگ انسانیت کو وحدانیت کے حصار میں لے آئیں۔ چنانچہ یہ ہمارے

عقیدے کا حصہ ہے اور اس عقیدہ کو عملی شکل دینا ہمارا کام ہے۔اب دیکھیں کہ کتنا گہرائی میں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھا اور ہمارے لئے بیان فرمایا۔

رحمٰن اللہ تعالیٰ کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی تنزیہی صفت ہے کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ صفت دوسری تمام صفات پر بھی حاوی ہے۔اس میں بھی بنی نوع انسان کیلئے ایک خوبصورت پیغام ہے کہ بحیثیت مسلمان ہمیں ہمیشہ رحمانیت پر زور دینا چاہئے۔ہمیں ایسا طرز زندگی اپنانا ہے کہ ہم ہمیشہ دوسروں کیلئے منفعت بخش وجود بنیں اور تمام مخلوقات سے نرمی اور حلم سے پیش آئیں۔اس طرح ہم انسانوں کو وحدانیت کی طرف لاسکیں گے۔

بطور مسلمان ہمیں رحمانیت پر زور دینا چاہئے۔ہمیں ایسے رویہ پر زور دنیا چاہئے جس میں ہم دوسروں سے نرمی کا اظہار کریں اور انسانوں سے محبت کریں۔انسانیت کو وحدانیت کی طرف لانے کے یہ معنی ہیں۔یہ صرف ایک نظریہ نہیں ہے۔یہ ایک خیالی بات نہیں ہے۔اگر ہم آنحضور ﷺ کی تعلیمات کا مزید مطالعہ کریں تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح آنحضور ﷺ کی تمام تعلیمات کا سرچشمہ ایک ہی ہے اور آپ نے جو بھی بیان فرمایا وہ بالآخر ایک بنیادی تعلیم پر مرکوز ہو جاتا ہے۔مثلاً ایک اور جگہ آپ نے فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا، جو خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم نہیں کرتا جو اس کے تخلیق کردہ ہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔چنانچہ وہی تعلیم جو پہلے ایک ماں کے بچوں کے حوالہ سے بیان فرمائی تھی اب انسانیت کے حوالہ سے بیان فرمائی ہے۔

رحم کا لفظ دونوں میں مشترک ہے۔پس سمجھنے کی کوشش کریں۔جب آپ رحمی رشتوں کی بات کرتے ہیں تو اس میں ایک گہرا پیغام مضمر ہے۔یہ ایک محدود تعلیم نہیں ہے جس کا تعلق محض گھروں کی حد تک ہو، یا ایک ماں کی اولاد کے حسن سلوک سے ہو۔بظاہر اتنا ہی نظر آتا ہے مگر اگر آپ آنحضور ﷺ کی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کریں، احادیث پر نظر ڈالیں تو آپ آنحضور ﷺ کی حکمت کی گہرائی اور وسعت سے حیران رہ جائیں گے۔کس قدر عمدگی اور گہرائی سے آپ نے خدا کا عرفان حاصل کیا تھا اور کس طرح خدائی صفات کو انسانی معاملات سے جوڑا ہے۔چنانچہ آغاز میں آپؐ نے فرمایا کہ ماں کی طرف سے اپنے قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو پھر اسی

مضمون کو وسعت دیتے ہوئے۔خدا تعالیٰ کی اسی صفت کے حوالہ سے،یعنی رحمانیت کے حوالہ سے،کسی اور حوالہ سے نہیں اسے پوری انسانیت تک پھیلا دیا۔فرمایا! جو دیگر انسانوں پر رحمت نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرے گا۔نہایت عظیم الشان اوراہم تعلیم ہے۔یہ مطلب ہے کہ **من قال لاالہ اللہ دخل الجنة** اگر کوئی یہ اعلان کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔جوکوئی خدا کی وحدانیت کے ہر پہلو پر یقین رکھے۔وہ توحید کا ادراک حاصل کرتا ہےاوراس پر عامل ہو جاتا ہے۔یہ پیغام ہے کہ تب وہ یقیناً جنتی ہے۔پس جنتی ہونا اوراعمال پر ہی منحصر نہیں۔یہ اسلام کے پیغام کو گہرائی کے ساتھ سمجھنے کا معاملہ ہےاور پھر اسے عملی زندگی میں جاری کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔

جنت کی وضاحت کرتے ہوئے آنحضورﷺ نے اسے پھر ماؤں کے حوالہ سے ایک دوسرے پہلو سے واضح فرمایا ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔جنت کا راستہ ماؤں کے قدموں تلے گزر کر جاتا ہے۔چنانچہ تمام تعلیم ایک دوسرے سے منسلک ہے،ایک ہی چیز کے مختلف حصے ہیں۔پس احمدی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود امام مہدی علیہ السلام کواس زمانے میں مبعوث فرمایا اور اسلام کی حکمتیں آپ پر اس طرح کھولی گئیں کہ گویا اسلام نے دوبارہ جنم لیا ہے،اسے ایک نئی زندگی عطا ہوئی ہے۔

وہی مُلاں جوآپ کی مخالفت کرتے ہیں وہ قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں،احادیث بھی پڑھتے ہیں مگر سطحی طور پر۔انہیں علم نہیں کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔وہ پیغام سمجھتے ہی نہیں یہ حضرت مسیح موعودؑ کیلئے ہی مقدر تھا جنہیں خدا کی راہنمائی حاصل تھی کہ آپ اسلام کی گہرائیوں میں ڈوب کر اس کی خوبیاں ہمارے لئے کھینچ نکال لائے۔

چنانچہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے جس نے ہمیں یہ موقع عطا فرمایا کہ ہم نے سچائی کے پیغام کو قبول کرنے کی توفیق پائی اوراس نے آنحضورﷺ کے غلام صادق کو موجودہ دور میں مبعوث فرمایا۔ایسا غلام جس کی اپنی ذات کامل طور پر اپنے آقا کی ذات میں مدغم ہوگئی۔یہی وجہ تھی کہ آپ کو دنیا کی راہنمائی کیلئے چُنا گیا۔المہدی کا یہی مطلب ہے۔تو جب ہم یہ گفتگو کرتے ہیں تو یقین رکھیں کہ یہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ سے سیکھا ہے۔اگر آپ حضور کی تحریرات پڑھیں تو صحیح اسلام جو

آنحضور ﷺ پر نازل ہوا، کو سمجھنے کا یہی ایک راستہ ہے۔تو جب ہمیں دوبارہ سمجھایا گیا، دوبارہ وضاحت کی گئی تو اب ہم پر دُہری ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ اس پیغام پر عمل کریں۔

جب میں یہ کہتا ہوں تو میری نظر میں بہت سے ایسے چھوٹے چھوٹے اختلافات ہیں جو آپ میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہتے ہیں۔جن پر بعض دفعہ مجھے اطلاع ہو جاتی ہے اور میں بہت بے چین ہو جاتا ہوں۔بعض اوقات مجھے گہرا دکھ پہنچتا ہے، میں درد محسوس کرتا ہوں، پریشان ہوتا ہوں کہ کیا ہو رہا ہے۔میں آپ کے پاس آ کر سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ وہ رویہ نہیں ہے جو آپ سے اپنانے کی خواہش کی جاتی ہے۔چھوٹی چھوٹی باتیں آپ کو علیحدہ نہ کریں۔آپ تو دنیا کو متحد کرنے کیلئے تخلیق کئے گئے ہیں، مختلف انسانوں کو آپس میں جوڑنے کیلئے انہیں تقویت دینے کیلئے۔آپ تو جوڑنے کیلئے آئے ہیں نہ کہ توڑنے کیے لئے تو اگر آپ چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔اگر ایک دوسرے پر بدظنی کریں گے تو بکھر جائیں گے۔آپ خدا کے نام پر اپنے لئے چھوٹی چھوٹی علیحدہ مساجد تعمیر کرنے لگیں اور انہیں ایک مخصوص خاندان یا گروپ کیلئے خاص کریں تو یہ تو اسلام نہیں۔قرآن مجید اس کے حوالہ سے بڑی شدت سے اس کی نفی کرتا ہے۔مسجد ضرار کیا تھی؟ مسجد ضرار ایک مسجد تھی جو بظاہر خدا کے نام پر بنائی گئی تھی مگر دراصل یہ مسلمانوں کے ایک حصہ میں اختلافات پیدا کرنے کیلئے تعمیر کی گئی تھی۔زندگی میں اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے سے زیادہ مقدس کیا کام ہوسکتا ہے۔بیوت اللہ۔مگر اگر نیتیں خراب ہوں اگر نیت میں جوڑنے کی بجائے توڑنے کا فتور پایا جاتا ہو تو پھر یہ مقدس ترین مقصد بھی گھناؤنا ہو جاتا ہے۔

پس میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔میں دل کی گہرائیوں سے آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جو میں نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں وحدت کو قائم رکھیں، اس کی توقیر کریں، اس بات کو سمجھیں کہ خدا کی وحدانیت کا اظہار خدا کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا، جب تک آپ آپس میں متحد نہ ہوں۔اگر آپ پہلے اپنے بھائیوں سے اور پھر تمام انسانیت کے ساتھ اتحاد نہیں کرتے۔

پس یہ پیغام بہت گہرا اور اہم ہے۔حضرت مصلح موعودؓ نے اس حوالہ سے ایک دفعہ ایک نظم لکھی۔انہوں نے لکھا کہ:

میں اپنے پیاروں کی نسبت ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں اور ان کی نگاہ رہے نیچی
وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شیروں کی طرح غراتے ہوں
ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں تو منہ میں کف بھرلاتے ہوں
وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر امید لگائے بیٹھے ہوں
وہ ادنیٰ ادنیٰ خواہش کو مقصود بنائے بیٹھے ہوں
شمشیرِ زباں سے گھر بیٹھے دشمن کو مارے جاتے ہوں
میدانِ عمل کا نام بھی لو تو جھینپتے ہوں گھبراتے ہوں
گیدڑ کی طرح وہ تاک میں ہوں شیروں کے شکار پہ جانے کی
اور بیٹھے خوابیں دیکھتے ہوں وہ ان کا جوٹھا کھانے کی
اے میری الفت کے طالب! یہ میرے دل کا نقشہ ہے
اب اپنے نفس کو دیکھ لے تُو وہ ان باتوں میں کیسا ہے
گر تیری ہمت چھوٹی ہے گر تیرے ارادے مردہ ہیں
گر تیری اُمنگیں کوتہ ہیں گر تیرے خیال افسردہ ہیں
کیا تیرے ساتھ لگا کر دل میں خود بھی کمینہ بن جاؤں
ہوں جنت کا مینار، مگر دوزخ کا زینہ بن جاؤں
ہے خواہش میری الفت کی تو اپنی نگاہیں اونچی کر
تدبیر کے جالوں میں مت پھنس کر قبضہ جا کے مقدر پر
میں واحد کا ہوں دل دادہ اور واحد میرا پیارا ہے
گر تُو بھی واحد بن جائے تو میری آنکھ کا تارا ہے
تُو ایک ہو ساری دنیا میں کوئی ساجھی اور شریک نہ ہو
تُو سب دنیا کو دے لیکن خود تیرے ہاتھ میں بھیک نہ ہو

(کلام محمود صفحہ:۱۴۲)

مجھے ان سے پیار ہے جو اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامل ہیں۔ جن کا افق وسیع ہے، جن کے پاس درگزر کرنے کی صلاحیت ہے۔ جو لوگوں میں گھل مل کر رہتے ہیں اس کے باوجود کہ انہیں تنگ کیا جائے۔ وہ معاف کرنا جانتے ہیں۔ وہ درگزر کرنا جانتے ہیں اور باوجود اس کے کہ ان پر ظلم ہو وہ اپنے دشمنوں سے معافی طلب کرتے ہیں، بجائے اس بات کا انتظار کرنے کے کہ ظلم کرنے والے ان کے دروازے کھٹکھٹا کے معافی طلب کریں۔ جن پر ظلم ہوتا ہے وہ فیصلہ اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور جا کر ظالموں سے معافی مانگ لیتے ہیں۔ یہ ایک عجیب تعلیم ہے مگر حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ:

''سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو''۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ:۱۲)

اگر تم درست بھی ہو، خدا کی خاطر ان لوگوں سے معافی مانگنا سیکھو، جنہوں نے تم پر ظلم کیا ہے جیسے تم نے ان پر زیادتی کی ہو، جیسے تم غلطی پر ہو۔

میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اس نصیحت پر برسوں غور کیا ہے اور میرے خیال میں انسانی معاشرے کے دو متحارب گروہوں کو آپس میں ملانے کا اس سے بہتر کوئی فارمولا نہیں۔ ان بھائیوں کو متحد کرنے کیلئے جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے ہفتوں ناراض رہتے ہیں۔ بات بھی نہیں کرتے۔ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر علیحدہ ہو جاتے ہیں اور پھر ان کے خاندان علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات تو وہ جماعت سے بھی الگ ہو جاتے ہیں۔ صرف اس بات پر کہ ان کے خیال میں مشنری انچارج نے یا کسی اور عہدیدار نے ان سے زیادتی کی ہے۔

بعض دفعہ وہ کسی حقیقی یا خیالی زیادتی پر مسجد میں جانا چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے لمبے عرصہ سے میرا واسطہ رہا ہے۔ میں پاکستان میں بہت پھرا ہوں۔ بہت سے دیہاتوں میں جاتا رہا ہوں دور ونزدیک سفر کیا ہے اور ہر جگہ اس قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے۔ جو اپنے بارہ میں بہت حساس ہوتے ہیں اور بعض گفتنی یا ناگفتنی باتوں پر ایک دوسرے سے جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ جب بھی میرا ان سے واسطہ پڑا۔ میرے پاس حل موجود تھا۔ ان کا اصرار ہوتا تھا کہ ہم صحیح ہیں اور دوسرا غلط۔ ہم اس سے معافی کیوں مانگیں؟ اور جب دوسرے فریق کے پاس جاؤ تو وہ خود کو

درست اور دوسرے کو غلط قرار دیتے ہیں۔ ہم اس شخص سے کیوں معافی مانگیں جس نے ہمارے حقوق پر قبضہ کرلیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تحریر ہمیشہ میرے کام آئی۔ میں ان سے بار بار پوچھتا تھا کہ تمہیں یقین ہے کہ تم درست ہو اور تمہار بھائی غلط۔ وہ جواب دیتے یقیناً۔ ہمیں یقین ہے۔ تو میں ان سے کہتا کہ اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم پہلے جا کر اس سے رابطہ کرو کیونکہ جو امام تم نے چنا ہے۔ جسے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ تم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اگر تم درست ہو تو اپنے غلطی خوردہ بھائی کے پاس جاؤ اور اس سے معافی طلب کرو۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ سے منسوب شخص کیلئے اور کوئی راستہ نہیں رہ جاتا۔ سوائے اپنے ان بھائیوں سے صلح کرلے سے جن سے وہ دور چلا گیا تھا۔ اس سے بہتر اور کیا فارمولا ہوسکتا ہے؟ تو جب کبھی آپ کا ایسے احمدی سے واسطہ پڑے جو کسی بات پر اپنے بھائی سے ناراض ہو۔ خواہ وہ درست ہو یا غلطی پر، یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ اس پر یہی فارمولا استعمال کریں۔ اس سے دریافت کریں کہ کیا تم صحیح ہو؟ اور اگر اس کا جواب اثبات میں ہو تو اسے بتائیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں۔ خود کو درست ثابت کرنے کیلئے تمہیں خود سے آگے بڑھنا ہے اور اپنے بھائی سے معافی مانگنی ہے۔ یہ نہایت خوبصورت تعلیم ہے۔ یہ ایک متحارب معاشرے کو جوڑ سکتی ہے اور ایک دفعہ اگر کوئی صحیح راستے پر ہونے کے باوجود اپنے بھائی سے معافی مانگے تو ناراض بھائیوں کو منانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

میرا مشاہدہ ہے کہ ناراضگی کے بعد صلح بعض اوقات زیادہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگ گزشتہ ناراضگیوں کا سدباب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو خوش کرنے کیلئے اور زیادہ محبت سے پیش آنے لگتے ہیں۔ آپس میں متحد ہونے کے حوالہ سے یہ ایک نصیحت میں آپ کو کرنی چاہتا ہوں اور جیسا کہ میں نے کئی بار وضاحت کی ہے۔ اتحاد نہایت اہم چیز ہے۔ یہ محض ایک نظریہ نہیں ہے۔ یہ محض عقیدہ بھی نہیں ہے۔ یہ تو زندگی کا حصہ ہے۔ عملی قدم ہے۔

اتحاد پر عملدرآمد کئے بغیر آپ خدا کی توحید پر ایمان نہیں لا سکتے۔ پس آپس میں متحد ہو جائیں، اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کوئی ایسی بات نہ کریں جو ان کی ناراضگی کا باعث ہو، اگر کوئی آپ

کو تکلیف بھی دے تو حوصلہ مندی کے ساتھ اس سے معافی مانگ لیں خواہ آپ درست بھی ہوں۔ اپنے اس بھائی کے گھر جس نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے پہلے چل کر جائیں اور اس سے معافی طلب کرلیں۔

یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ اسی زمین پر جنت ہے۔ اس پر عمل کریں۔ پھر آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ کی زندگی امن اور آشتی اور محبت کی عظیم الشان صورت میں بدل جائے گی۔ یہ بہر حال ہمیں پہلے اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی تب ہی ہم باقی معاشرہ جنت نظیر بنا سکتے ہیں۔

دنیا میں ہر جگہ گھر ٹوٹ رہے ہیں، معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ آپ نے اقوام متحدہ کا نام سنا تو ہوگا مگر اگر آپ گہرائی سے جائزہ لیں تو یہ اقوام غیر متحدہ کا ادارہ ہے۔ نہ زیادہ، نہ کم۔ آپ وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اقوام متحدہ کے قیام کیلئے اس رنگ میں چنا ہے جس رنگ میں قرآن کریم دنیا میں اس کا قیام چاہتا ہے اس لئے آپس میں اکٹھے ہوں، ایک دوسرے سے محبت کریں پھر آپ دنیا کو کہہ سکیں گے محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں اسکے بغیر نہیں۔ یہ محض نعرے نہیں ہیں جو دنیا کو دکھانے کیلئے ہیں۔ جو اپنے مہمانوں کو دکھانے کیلئے ہیں کہ ہم یہ ہیں اگر ہم اندرونی طور پر اپنے بھائیوں سے بغض رکھیں۔ اگر ہم بعض لوگوں سے نفرت کریں۔ بعض خاندانوں سے۔ تو ہمارے دلوں میں ہمارے بھائیوں اور بہنوں کیلئے محبت نہ ہو تو پھر یہ منافقت ہے یہ اسلام تو نہیں، یہ خدا تعالیٰ کی توحید پر یقین تو نہیں۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور نہ صرف یہ کہ آپ کو یہ پیغام سمجھنے والا بنائے بلکہ اس پر عملدرآمد کرنے والا بھی بنائے۔

دنیا کو اس کی ضرورت ہے، احمدیت کو اس کی ضرورت ہے۔ اگر آپ دس قدم آگے بڑھ رہے ہیں تو متحد ہو کر آپ سو قدم یا ہزار قدم سالانہ ترقی کر سکتے ہیں۔ یہ اتحاد کا پھل ہے۔ جو منتشر ہوں وہ ترقی نہیں کر سکتے۔ ان کی طاقتیں ایک دوسرے کے خلاف ضائع ہو جاتی ہیں، وہ صحیح رنگ میں دنیا میں ترقی کر ہی نہیں سکتے، وہ اپنے ماحول میں کوئی دیرپا اثر نہیں ڈالتے۔

پس متحد ہو کر آگے بڑھیں اور ترقی کرتے چلے جائیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو نسلاً بعد نسلاً متحد رکھے اور پھر انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ آپ کی ترقی کی رفتار پہلے سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں گنا بڑھ جائے گی۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آمین

ان الفاظ کے ساتھ میں خطبہ اس امید پر ختم کرتا ہوں کہ آپ یہ پیغام سمجھ گئے ہوں

گے۔ میں نے اسے بار بار دہرایا ہے۔ مختلف رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ میرا خیال نہیں کہ آپ میں سے کوئی ایسا بھی ہو جسے جو میں کہنا چاہتا ہوں سمجھ نہیں آئی۔ خدا کی توحید پر ایمان اور اسکے مطابق عمل جنت کا راستہ ہے۔ یہ جنت کا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ خدا آپ پر فضل فرمائے۔ آمین۔

ہم جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کریں گے کیونکہ میں سفر میں ہوں اور اسی طرح بہت سے دوسرے لوگ بھی۔